سیکشن ب

حصّہ دوم

مختصر جوابات

جواب نمبر # 01

حاجی اورنگ زیب خان جب کراچی سے واپس گھر گئے تو کچھ دنوں بعد بشارت کو خان صاحب کی طرف سے خط موصول ہوا. جس میں خان صاحب نے بتایا کہ اُن کو جگر کا سیروسس ہے اور ڈاکٹر نے اس بعد کی تلقین کی تھی کہ اپنا وقت خوشی میں گزاریں. خان صاحب نے مزید کہا کہ میں نے پورے خطّہ پر غور کیا تو مجھے بشارت ہی سب سے قریب

نظر آیا۔ یہ بات شہباز رہ کر نہیں بتائی جا سکتی تھی کیونکہ ماحول سارا خراب ہو جاتا اس وجہ سے خط لکھا۔ خط میں خان صاحب نے بشارت کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد بشارت ٹرین پکڑ کر پشاور کیلئے روانہ ہو گیا۔

جواب نمبر # ۲

• **حوالہ جواب:** **مصنف کا نام:** فرحت اللہ بیگ
سبق کا نام: وصیت کی تعمیل •

حیدرآباد کے جلسے میں ریختے کا مشاعرہ بھی منعقد ہونا تھا جس کی تیاری میں وقت لگ رہا تھا۔ فرحت اللہ بیگ نے لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کیلئے مولوی کریم الدین کی مشقت کو مزاحیہ انداز میں بیان کیا کہ کیسے وہ پیادہ پت سے دہلی آئے اور مدرسے کے ...

فرحت اللہ بیگ کی عادت:

فرحت اللہ بیگ کی یہ عادت

تھی کہ وہ تقریر میں اشارے بہت کرتے تھے۔
اُن کے اشارے بار بار ناجانے مولوی وحید
الدین سلیم کی طرف ہو گئے

انجام:

چونکہ کریم الدین اور مولوی وحید
الدین سلیم کے ناموں میں مماثلت تھی اور
مولوی وحید الدین کے والد بھی پانی پت سے
دہلی آئے تھے اور کتابوں کا کاروبار کرتے تھے تو
لوگوں میں یہ غلط فہمی پیدا ہوئی کہ
کریم الدین مولوی وحید الدین سلیم کے والد
تھے۔

جواب نمبر # 06

استدراکی جملے:

تعریف:

جب دو جملوں کا آپس
میں مقابلہ کیا تو اُن کو **استدراکی جملے**
کہتے ہیں

تفصیل:

ان دو جملوں کو کچھ خاص الفاظ کے ذریعے جوڑا جاتا ہے اور ان کے بیچ فرق کیا جاتا ہے۔ وہ الفاظ درج ذیل ہیں۔

اس لیے، کیونکہ، مگر، لیکن، تاہم وغیرہ۔

مزید:

استدراکی جملے کئی قسم کے ہو سکتے ہیں۔

(i) ایک جملہ دوسرے جملے کی ضد ہو یا نفی بیان کرے۔
(ii) ایک جملہ دوسرے جملے کی تنبیہ میں ہو۔
(iii) ایک جملہ دوسرے جملے کی تصدیق کرے۔

3

مثالیں:

(i) وہ شریف باپ کا بیٹا ہے مگر شرارتی ہے۔
(ii) مجھے آسلم پر بھروسہ نہیں کیونکہ وہ جھوٹ بولتا ہے
(iii) وہ بدتمیز ہے اس لیے میں اس سے بات نہیں کرتا۔

سببی جملہ

(iv) وہ دوست ہے مگر وقت پر کام نہیں آیا۔

(v) وہ شریف ہونے کے ساتھ ساتھ لائق بھی ہے۔

جواب نمبر # 05

حوالہ جواب:

سبق کا نام: محسن محلہ

مصنف کا نام: اشفاق احمد

ماسٹر الیاس: سیدھے سادھے آدمی تھے۔ وہ جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ وہ شیخی نہیں بگھارتے تھے۔ وہ انسان ہی نہیں لگتے تھے۔ وہ مہاجر تھے کیونکہ اُن کا انداز انبالے کے لوگوں جیسا تھا۔

ماسٹر صاحب سے دوستی نہ کرنے کی وجہ:

ماسٹر صاحب سے لوگ اس وجہ سے دوستی کرنا نہیں پسند کرتے تھے کیونکہ جب وہ گفتگو کرتے تو اُن کی گفتگو میں علم البیان کی بہت ساری غلطیاں تھیں جس کی وجہ سے سننے والا خود ہی تنگ ہو کر اُٹھ جاتا تھا۔ البتہ لوگ دور سے ماسٹر صاحب کو سلام کر کے چلے جاتے اور اُن کی عزت کرتے تھے۔

جواب نمبر # ۰۹

صنعتِ تجنیسِ تام:

تعریف:

کلام میں ایسے دو الفاظ کا استعمال کرنا جس کی املاء ایک ہوتی ہے مگر اُن کا مطلب مختلف ہوتا ہے اس کو **صنعتِ تجنیسِ تام** کہتے ہیں۔

مثالیں:

ء کیا کیا خضر نے سکندر سے

⇐ کیا، کیا

ء کون رہا کون رہا ہو گیا۔

⇐ رہا، رہا

ء گھر جاؤں گا تو گِھر جاؤں گا

گھر، گِھر

جواب نمبر # 06

حوالۂ جواب: **سبق کا نام:** مائیں

مصنف کا نام: احمد ندیم قاسمی

محلّے کے بزرگ کے سمجھانے پر راجہ صاحب نے یہ جواب دیا کہ یہ عورتوں کا معاملہ ہے اس میں آپ اور ہم پڑیں تو اچھا نہیں لگتا۔ اگر آپ اپنی بیوی کو بھیج کر انہیں سمجھا دیں تو اچھی بات ہوگی۔ جب دو برتن قریب ہوں تو ٹکرا کر وہ بجی بجتے ہیں یہ تو ماشاءاللہ جیتی جاگتی عورتیں ہیں۔

7

جواب نمبر # 07

حوالۂ جواب: **سبق کا نام:** کتبہ

مصنف کا نام: غلام عباس

افسانہ کتبہ سے ہمیں یہ اخلاقی سبق حاصل ہوتا ہے کہ انسان کئی خواہشات کے ساتھ اس دنیا میں آتا ہے۔ وہ اُسی کیلئے ہر

ممکن کوشش بھی کرتا ہے۔ مگر وقت کی ٹھوکریں اور قسمت انسان کے اُس جذبے اور کوششوں کو کمزور کر دیتی ہے نیز اُس کی خواہشات حسرت میں بدل جاتی ہیں۔ آخر کار وہ اس دنیا سے اُن خواہشات کی تکمیل کے بغیر رخصت ہو جاتا ہے۔

جواب نمبر # 11

حوالۂ جواب:
سبق کا نام: سقراط
مصنف کا نام: مہدی افادی

سقراط:

سقراط ایتھنس کا رہنے والا تھا۔ وہ ایک مشہور حکیم تھا اور اُس کی تعلیمات سے نوجوان طبقہ انتہائی متاثر تھا۔ وہ ارسطو اور زنوفن جیسے اشخاص کا استاد تھا۔

الزامات:

سقراط کے مشہور ہونے کی وجہ سے اُس کے حاسدین نے اُس پر یہ

الزام لگائے۔

(i) سقراط نوجوانوں میں وطن خلاف جذبات ابھارتا ہے۔

(ii) سقراط نوجوان نسل کو والدین کی نافرمانی پر اکساتا ہے۔

سزا:

اس وقت دستور کے مطابق سزائے موت کیلئے زہر کا پیالہ دیا جاتا تھا۔ سقراط کو بھی زہر کا پیالہ دیا گیا جس کو اس نے خوشی سے ہونٹوں سے لگا لیا۔

جواب نمبر # 12

حوالۂ جواب:

نظم کا نام: بڑھے چلو
شاعر کا نام: اختر شیرانی

اس نظم میں شاعر نے مجاہدین کو جذبہ دلایا ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ اے نوجوانوں

تمہارے سامنے سیلاب، طوفان یا پہاڑ آئیں تم رکو مت بلکہ بڑھتے رہو۔ اس وطن کی زندگی و موت تمہارے ہاتھوں میں ہے اگر تم ہمت ہار گئے تو یہ قوم بھی غلام بن جائے گی اس لیے تم سر پر کفن باندھ کر بڑھتے چلو۔ اگر تم زندہ بچ گئے تو تم قوم کا فخر ہو اور اگر مر گئے تو شہید ہو جو کہ انتہائی بڑا رتبہ ہے لہذا اے نوجوان بڑھتے رہو اور چلتے رہو۔

خلاصہ

جواب نمبر # 13

رموز و اوقاف:

رموز و ایما کے معنی اشارہ ہے جبکہ اوقاف کے معنی الگ کی ہوئی چیز

تعریف:

ایسے علامات کا استعمال جو کہ لفظ یا فقرے کو الگ کرے تاکہ قاری کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ **رموز و اوقاف** کہلاتے ہیں۔

تفصیلیہ :

تعریف :

ایسی علامت جو کہ کسی جملے کی تشریح ، یا فہرست بیان کرنے میں استعمال ہو **تفصیلیہ** کہلاتی ہے۔

علامت :

:-

مثالیں :

(i) احمد جو سامان بازار سے لایا ہے وہ درج ذیل ہیں :-

قلم ، دوات ، کتاب

(ii) علامہ اقبال کی تصانیف درج ذیل ہیں :-

بانگِ درا ، بالِ جبریل

(iii) میرے ابو میرے لیے درج ذیل اشیاء لائے ہیں :-

بلا ، گیند ، ہاکی

حصّہ سوم

سوال نمبر: ۵۴

(الف :)

حوالۂ نظم: **شاعر کا نام:** علامہ اقبال
نظم کا نام: جوابِ شکوہ

مفہوم:

ہاتھوں میں قوت ختم ہیں اور دل بے دینی سے بھرے ہوئے ہیں۔ بت توڑنے والے تو اُٹھ گئے دنیا میں بت بنانے والے صرف رہ گئے۔ ابراھیم بیٹے تھے اور باپ آزر تھے جو کہ بت گر تھے۔ اب تو شرابی بھی نئے ہو گئے شراب بھی نئی ہو گئی اور برتن بھی۔ حرم پاک بھی نیا بنا لیا، بت بھی اور تم بھی بدل گئے ہو۔

تشریح: اس نظم **"جوابِ شکوہ"** کے اس بند میں شاعر

"علامہ اقبال" نے اللہ تعالیٰ کی طرف جواب
دیا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اللہ نے شکوے کا
جواب کچھ یوں دیا ہے کہ اللہ فرماتے ہیں کہ
آج کل کے مسلمانوں کو ہی دیکھ لو۔ ان میں
تو وہ قوت نہیں رہی جو ایک مردِ مومن
میں ہوتی ہے اور کیونکہ ان میں قوت رہے
گی کہ ان کے تو دل ہی دین سے اچاٹ
ہو چکے ہیں۔ اب تو اس دنیا میں ایسا
لگتا ہے کہ ابراہیمؑ جیسے بت شکن نہیں
رہے ہیں۔ بت شکن افراد کا کہیں دور
دور تک نہیں جبکہ اُن کا والد آزر جیسے
کثرت سے بت افراد دکھائی دیتے ہیں۔
اس دور میں تو لوگ عیش و عشرت
کے پیچھے اور لالچ کے پیچھے پڑ کر گئے ہیں
قرآن کی تعلیمات کو بھلا دیا ہے۔ لوگوں
نے تو نئے طور طریقے نکال دیئے اور اور اپنے
ہی انداز میں زندگی گزار رہے ہیں
یوں لگتا ہے کہ شراب، شرابی اور اس کے
برتن ہی بدل گئے ہیں مسلمانوں نے
عیش و عشرت، لالچ، پیسہ اور بیرونی
طاقتوں کو اپنا خدا مان لیا ہے اور

اُن سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کی نصرت کریں گے اور ان کو عطا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم مجھ سے پھر کس چیز کا گلا کر رہے ہو کہ تمہارے اپنے حرکات ہی درست نہیں ہیں۔

سوال نمبر : 03

(الف :)

اقتباس: چونکہ وہ ساری -- ہمیشہ کے لئے جاسوئی

حوالۂ متن: **سبق کا نام:** فاقے میں روزہ
مصنف کا نام: خواجہ حسن نظامی

سیاق و سباق:

یہ اقتباس تقریباً سبق

کے آخر سے لیا گیا ہے - سبق کے شروع میں
مصنف مغلوں کی عیش و عشرت کے بارے
میں بتاتے ہیں کہ مرزا سلیم جو کہ بہادر
شاہ ظفر کے بھائی تھے موسیقیت کے بہت
چاہنے والے تھے - یہاں تک کہ رمضان میں
انھوں نے اس محفل کو ترک نہیں کیا - ایک
اُن کی ماں نے اُن کو بلا کر موسیقیت کو
بند کرنے کا حکم دیا - ماں کی تعمیل بھی کرنی
تھی جس کی وجہ سے وہ بڑے افسردہ کہ رمضان
کے باقی کے ۱۲ دن کیسے گزریں گے - ان کے
احباب میں سے کسی نے اُن کو یہ مشورہ
دیا کہ وہ جامعہ مسجد کا چکر لگائیں
کیونکہ وہاں بہت رونق ہوتی ہے - تو اگلے
دن مرزا سلیم وہاں چل دیے وہاں دیکھتے
ہیں کہ کئی مجالس موجود ہیں جہاں
ایک جگہ پر دینی مسائل کی بحث تو کئی قرآن
یاد کیا جا رہا ہے - مرزا شہ زور جو کہ مرزا
سلیم کے بھانجے تھے وہ غدر کے چشم دید گواہ
ہیں - وہ اپنی والدہ، بیوی اور بہن کے ساتھ
غدر کے وقت دہلی سے بھاگ - اُن کو بڑی
مشکلات کا سامنا کرنا پڑا - راستہ میں گجروں

نے لوٹ لیا بس ایک جان بخش دی - کرتے کرتے
یہ میواتیوں کے گاؤں پہنچے - میواتیوں نے
اپنی استطاعت کے حساب سے ان کی بڑی
مدد کی - لیکن وہ کب تک برداشت کرتے
ایک انھوں نے کہا کہ بارات آنے والی ہے
تو دوسرے چوپال چلے جاؤ اور یہ بھی کہا
کہ تم کام دھندا کیوں نہیں کرتے جس پر
مرزا شہ زور نے کام کی خواہش ظاہر کی -
مرزا شہ زور اُن کی بھیڑ بکریوں کا خیال
رکھتا اور وہ کچھ اناج ان کو دیتے - ایک
رات زوردار بارش ہوئی جس کی بہ سے
اِن کا سارا غلہ خراب ہو گیا - اس اقتباس
کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ رمضان میں
ان کے پاس کچھ نہ تھا دو تین تو روزہ
فاقے میں گزار دیئے - مرزا شہ زور کی ماں
ہر وقت فریاد کرتی دکھائی دیتی تھیں -
اگلے دن سرکار کی طرف سے پانچ روپے
زکوٰۃ اور میٹھے چاول آئے تو مرزا شہ زور
نے اس کو غنیمت سمجھا اور لے کر خوشی سے
ماں کے پاس آئے مگر ماں کی غیرت نے
اس کو قبول نہیں کیا مگر اُس کو مشم

سمجھ کر کھا لیا۔ کچھ مہینے بعد مرزا شہ زور
دوبارہ دہلی چلے گئے جہاں ماں کا انتقال ،
بہن کی شادی ہوگی اور انگریز حکومت نے
ان کا ۵ روپے وظیفہ لگا دیا۔

تشریح:

اس سبق میں مصنف "خواجہ
حسن نظامی" نے مغلوں کی عیش و
عشرت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مغل اتنے
عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے تھے کہ رمضان
کا بھی خیال نہ تھا۔ مصنف نے مرزا سلیم کی
مثال دی ہے کہ مرزا سلیم ماں کے منع
کرنے پر آزردہ تھے کہ وہ باقی چودہ دن
موسیقیت کے بغیر کس طرح گزاریں گے۔
جب وہ احباب کے کہنے پر جامع مسجد گئے
تو وہاں کئی رونقیں دیکھیں کہ مسجد میں
کئی محفلیں سجی ہوئی ہیں۔ ایک جگہ پر
دینی مسائل پر بحث ہو رہی ہے تو دوسری
جگہ ذکر اور تیسری جگہ قرآن کا حفظ ہو رہا
ہے۔ جبکہ افطار کے وقت طرح طرح کے
پکوان آرہے ہیں۔ مگر مسلمانوں کے حالات

1857ء کے غدر کے بعد بلکل تبدیل ہو گئے۔
مرزا شہ زور جو کہ مرزا سلیم کے بھانجے تھے
وہ غدر کے چشم دید گواہ ہیں۔ جب
1857ء میں انگریزوں نے حملہ کیا تو تمام
لوگ اپنی جان بچانے کیلئے بھاگ گئے جس
میں مرزا شہ زور بھی تھے جو کہ اپنے
خاندان جس میں اُن کی بیوی،
والدہ اور بہن تھی اُس کے ساتھ بھاگ
گئے۔ راستے میں تھے مخبروں نے گھیر کر سارا
سامان لوٹ لیا اور بس ان کی جان
چھوڑ دی۔ یہ میواتیوں کے گاؤں آ گئے۔
میواتیوں نے انکی اپنی استطاعت کے حساب
سے بھرپور مدد کی۔ ان کو اپنے چوپال
میں جگہ دی اور اُن کو کھانا کھلایا لیکن
وہ بھی کب تک ان کو برداشت کرتے۔ ایک
انھوں نے مرزا شہ زور سے کہا کہ آپ دوسرے
چوپال چلے جائیں یہاں بارات آرہی ہے
اور ساتھ ہی ساتھ بھلا بھی کہا کہ تم کوئی
کام دھندا کیوں نہیں کرتے جسکے جواب
میں مرزا شہ زور نے کہا میں تو صرف
تلوار بازی کا ہنر جانتا ہوں۔ لہذا انھوں

نے مرزا شہ زور کو اپنے مویشیوں کی حفاظت کا فریضہ دیا بدلے میں وہ مرزا شہ زور کو کچھ اناج دے دیا کرتے تھے۔ ایک رات سخت طوفانی بارش ہوئی جس کی وجہ سے پانی اُن کی جھونپڑیوں میں بھر آیا۔ گاؤں والے تو عادی تھے مگر مرزا شہ زور کا سارا غلّہ برباد ہو گیا اُن کی بچھڑی بھی بیماری سے مر گئی۔ رمضان شروع ہو گیا تھا اور اُن کے پاس کچھ نہ تھا جس کی وجہ سے کئی روزے فاقے میں گزار دیئے۔ مرزا شہ زور کی والدہ ہر وقت فریادیں کیا کرتی تھیں۔ ایک رمضان سردار کے گھر سے پانچ روپے زکوٰۃ اور میٹھے چاول آئے جس کو مرزا شہ زور نے غنیمت سمجھ کر لے لیا۔ جب وہ والدہ کے پاس آئے اور بتایا تو اُن کی والدہ نے اُن کی بے عزتی کیا کہ اب ہماری یہی حیثیت رہ گئی کہ ہم زکوٰۃ کا مال کھائیں گے۔ مرزا شہ زور کا دل کیا کہ جا کر واپس کر دیں مگر اُن کی والدہ نے انہیں روک دیا اور یہ کہا کہ شاید یہی ہماری قسمت میں تھا۔ چھ مہینے بعد مرزا شہ زور دوبارہ دلی آ گئے جہاں انہوں نے اپنی بہن کی شادی

8

کر دیا۔ جبکہ اُن کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ انگریزی حکومت نے اُن کا پانچ روپے وظیفہ لگا دیا جس پر مرزا غالب کا گزران ہے۔

9

سوال نمبر: 05

(ج :

پاکستان اور اسلامی اتحاد :

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کا دن تھا جب اس خطہ ارض پر ایک وطن وجود میں آیا جس کا نام پاکستان تھا۔ پاک لوگوں کی سرزمین ۔ پاکستان کی بنیاد کا اصل مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو ایسی سرزمین مل جائے جہاں لوگ آسانی دین اسلام کی پیروی کر سکے اور اس عظیم الشان دین کا بول بالا ہو۔ پاکستان نے اپنے معرض وجود سے ہی اسلامی اتحاد کو برقرار رکھنے کی

ہر ممکن کوشش کی ہے۔

پاکستان واحد اسلامی ملک ہے جو کہ ایٹمی طاقت ہے۔ پاکستان کے تمام مسلم ممالک کے ساتھ انتہائی خوشگوار تعلقات ہیں۔ مراکش سے لے انڈونیشیاء تک ہر ملک کے ساتھ انتہائی ہموار تعلقات ہیں۔ جب بھی دو اسلامی ممالک کے بیچ تعلقات خراب ہوئے ہیں تو پاکستان نے ان کے بیچ تعلقات بحال کرنے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ افغانستان میں جب جنگ چھڑی تو پاکستان نے 30 لاکھ افغانیوں کو پناہ دی اور اُن کے رہن سہن کا بندوبست کیا۔

فلسطین، کشمیر کے مسلمانوں، برما میں جو مظالم ہو رہے ہیں پاکستان اُن کے سخت خلاف ہے اور اقوام متحدہ میں ہر ممکن اپنی کوشش کرتے ہیں کہ ان مسائل کو سامنے رکھا جائے۔ شاہ فیصل نے جب پاکستان کا دورہ کیا تو اُنہوں نے پاکستان کو اسلامی ملکوں کا حل

قرار دیا۔ ۱۹۷۴ء میں پاکستان میں اسلامی کونفرنس بھی منعقد ہوئی جس میں تمام اسلامی ممالک نے شرکت کی۔

پاکستان کے افراد میں جب جب اتحاد تھا تو مسلمانانِ پاکستان کو جیت ہوئی مگر جب جب ان میں نا اتفاقی کے بیج بویا گیا تب تب مسلمانوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۹۷۱ء میں جب مسلمان مسلمان کے خلاف لڑ رہے تھے تو اس کا اختتام سقوط ڈھاکہ کی صورت میں نکلا۔ جب مسلمانوں نے مل کر دہشت گردی کا خاتمہ کرنا چاہا تو کس طرح مل کر ملک سے دہشت گردی کا تقریباً خاتمہ ہو گیا۔

ایٹم بم کی بات کی جائے تو جب مسلمان اپنے آپ کو ایک مضبوط قوم کی صورت میں نکالنا چاہتے تھے تو اس اتحاد سے ایٹم بم تک بنا لیا۔ اسی اتحاد نے ہی مسلمانوں کو ہمیشہ کامیاب و کامران کیا ہے۔

اگر ہم اتحاد و اتفاق سے کام لیں گے اور اکٹھے ہو کر ملک کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالیں گے تو کوئی شک کہ ہمارا ملک اور اسلامی اتحاد ہمیشہ ہمیشہ کیلئے قائم رہے مگر اگر ہم نے اتحاد کے دامن کو چھوڑ دیا تو ہم کبھی بھی کامیابی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکیں گے۔ اب ہماری مرضی ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں۔

8